www.FaizAhmedOwaisi.com

گیارہویں شریف کے دلائل

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

گیارھویں شریف کے دلائل

فیضِ ملت، شمس المتقین، اُستاذ العرب والعجم، مُفسرِ اعظم پاکستان

ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی دامت برکاتہم القدسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! فقیر قادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کے جوابات میں رسالہ "التحقیق الافخم فی عرسِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ" (عرف) دلائل گیارہویں شریف لکھ کر ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔

تمہید

ہم اہلسنّت کو حضور شہنشاہِ ولایت غوث الثقلین سیّدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے خصوصی نسبت وعقیدت ہے اسی وجہ سے جس تاریخ کو آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اُسی تاریخ کو ہم گیارہویں شریف سے موسوم کرکے خیرات کا اہتمام کرتے ہیں اُس دن فقراء اور مساکین کو کھانا کھلایا جاتا ہے، ایصالِ ثواب کے طور پر دودھ تقسیم کرتے ہیں، محفلیں منعقد کی جاتی ہیں اور شمعِ غوثیت کے پروانے تاجدارِ جیلان رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں نذرِ عقیدت پیش کرتے ہیں اس سلسلہ کو اتنی وسعت ہوئی کہ اسلامی حلقوں میں گیارہویں شریف کے نام سے یہ طریقہ مشہور ہوا ہے اس کے اثبات میں دلائل قرآن واحادیث کی روشنی میں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

شاید کہ اُتر جائے کسی کے دل میں میری بات

مقدمہ

(۱) اس مسئلہ میں دورِ سابق میں کسی فرقے سے اختلاف منقول نہیں وہابی، نجدی تحریک سے ہمارے ہندو پاکستان میں جب سے غیر مقلدین (وہابی) اور ان کے باقی رشتے دار دیوبندی، احراری، تبلیغی، کانگریسی، مودودی، غلام خانی، نیچری وغیرہ وغیرہ جب سے پیدا ہوئے انہوں نے جہاں دوسرے مسائل میں اختلاف کیا وہیں، مسئلہ گیارہویں میں نہ صرف اختلاف کیا بلکہ بہت سے بدد ماغ گیارہویں کا نام سُن کر چڑتے ہیں اور بہت سے بدبخت گیارہویں کے ختم کو معاذ اللہ حرام اور خنزیر وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۲) گیارہویں شریف میں مندرجہ ذیل اُمور ہوتے ہیں ۔شیرینی یا دودھ یا بکرا وغیرہ کا گوشت پکا کر فقراء اور احباء واعزۂ اقارب کے اجتماع میں قرآن مجید کی آیات پڑھ کر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے سلسلہ کے اُولیاء وعوام کی ارواح کو ثواب بخش دیا جاتا ہے۔فرداً فرداً مخالفین ہر مسئلہ پر ہمارے ساتھ متفق ہیں صرف انہیں چند باتوں سے ضد ہے جنہیں تفصیل سے بعد میں عرض کیا جائے گا۔

(۳) جہاں جہاں اسلام پھیلا وہاں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نام لیوا بھی پہنچے اب جہاں آپ کو مسلمان ملے گا وہاں گیارہویں والے پیر کا مرید بھی ملے گا اور بفضلہٖ تعالیٰ اسلاف میں ایسے اکابر گیارہویں شریف کے پابند ملیں گے جن کے مخالفین صرف اسماءِ گرامی سن کر سرنگوں ہو جاتے ہیں۔چند ایک حضرات کے اسماء مع ان کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(۴) امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''قرۃ الناظرہ'' کے صفحہ ۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں

''ذکر یازدھم حضرتِ غوث الثقلین بود ارشاد شد اصل یازدھم ایں بود کہ حضرت غوثِ صمدانی بتاریخ یازدھم ربیع الآخر فاتحہ بہ چھلم نبی کریم ﷺ کردہ بودند آں نیاز آنحضرت مقبول ﷺ مقرر فرمودند ودیگر اتباع حضرت غوثِ پاک بہ تقلیدِ ے یازدھم می کردند آخر رفتہ رفتہ یازدھم حضرت محبوبِ سبحانی مشہور شد الحال مردم فاتحہ حضرت شاں دوازدھم می کند وتاریخ وصال حضرتِ محبوبِ سبحانی ھفت دھم ربیع الثانی بود۔''

ترجمہ

حضرت محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف کا ذکر تھا۔ارشاد ہوا کہ ''گیارہویں کی اصل یہ تھی کہ حضرت غوثِ صمدانی رضی اللہ عنہ حضور سراپا نور ﷺ کے چالیسویں کا ختم شریف ہمیشہ گیارہ ماہ (۱۱) ربیع الآخر کو کیا کرتے تھے۔ وہ نیاز اتنی مقبول ومرغوب ہوئی کہ بعدازیں آپ رضی اللہ عنہ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو ہی نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کا ختم شریف اور نیاز دلانے لگے۔آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف مشہور ہوگئی ۔آج کل لوگ آپ رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک بھی گیارہ تاریخ کو کرتے ہیں حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال سترہ (۱۷) ربیع الآخر ہے۔''

فائدہ

معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف اصل میں حضور ﷺ کا عرس مبارک ہے جو غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہوگیا ہم عرس کی بحث میں علیحدہ کریں گے۔

(۵) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (یہ وہی شیخ عبدالحق قدس سرہٗ ہیں جن کی خود حضور ﷺ نے دستار بندی کرکے شیخ الحدیث بنا کر بھیجا) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے اقلیم ہند کے علماء کہلوانے والے بریلوی، دیوبندی، غیر مقلدین بہرہ ور ہوئے یہ وہی شیخ ہیں جن کو حضور ﷺ کی ہر وقت زیارت ہو جاتی تھی اسی لئے انہیں حضوری ولی کہا جاتا ہے خود اشرف علی تھانوی نے مانا ہے دیکھو "الافاضاتِ الیومیہ"۔ اپنی کتاب "ماثبت بالسنۃ" صفحہ ۶۸ میں فرماتے ہیں "قد اشتھر فی دیار فھذا الیوم الحادی عشر وھو المتعارف عند مشائخنا من اھل الھندمن اولاد۔"

ہمارے ملک میں گیارہویں شریف کا دن مشہور ہے اور یہی ہمارے مشائخ جو پیرانِ پیر ﷺ کی اولاد سے ہیں کے نزدیک متعارف ہے۔ اسی طرح پیرومرشد سیّدنا سیّدی رضی الوصی ابوالحاسن نے سیّدنا شیخ کامل عارف معظم مکرم ابوالفتح شیخ حامد حسنی جیلانی اور قادریہ سے نقل کیا شیخ محقق قدس سرہٗ نے اسی مقام پر آپ گیارہویں کو حضور غوثِ پاک ﷺ کا عرس قرار دیا ہے اور آپ ﷺ کی تاریخ وصال بھی گیارہ (۱۱) ربیع الآخر ہی لکھی ہے۔ "ماثبت بالسنۃ صفحہ ۱۲۷" میں تحریر فرمایا کہ "ھو الذی ادرکنا علیه سیّدنا الشیخ الامام العارف الکامل الشیخ عبدالوھاب القادری المتقی فانه قدس سره کان یحافظ فی یوم عربیه ھذا لتاریخ او علی مارآی من شیخهٖ الشیخ الکبیر علی المتقی اومن غیره من المشائخ رحمھم اللہ۔" "یعنی یہ وہ تاریخ ہے کہ جس پر ہم نے شیخ کامل عارف عبدالوہاب قادری رحمۃ اللہ علیہ کو پایا ہے یہ حضرت ہمیشہ اسی تاریخ کو حضور غوثِ پاک ﷺ کا عرس شریف کیا کرتے تھے یا اس سبب سے کہ اپنے پیرومرشد شیخ الکبیر علی متقی یا اور کسی بزرگ کو دیکھا ہے۔" یہی شیخ محقق برحق فرماتے ہیں کہ "حضرت شیخ امان پانی پتی علیہ الرحمۃ جو کہ اُولیائے کرام میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ ربیع الثانی کی دس تاریخ کو حضرت غوث الثقلین ﷺ کا عرس کرتے تھے۔" (اخبار الاخیار)

حضرت ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ (یہ وہ ملاجیون قدس سرہٗ نہیں جنہوں نے نورالانوار لکھی ہے بلکہ یہ اور عالم دین ہیں جو دواجل میں رہتے تھے ہمارے بعض معاصرین کو غلط فہمی ہوئی ہے) کے صاحبزادے حضرت ملا محمد علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "وجیز الصراط" میں فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین ﷺ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین نے آپ ﷺ کا عرس مبارک ہر مہینہ میں مقرر فرما دیا ہے۔

گیارہویں کی سند

سیّدنا مرشدنا و مرشد شاہ عبدالحق حضرت موسیٰ پاک شہید قدس سرہٗ نے "تیسیر الشاغلین" صفحہ ۱۰۰ میں لکھا کہ "شیخی و مولائی وسیّدی وسندی وجدی حضرت قطب عالم شیخ عبدالقادر ثانی که درزمان

خود ثانی نداشت فرزند صوری ومعنوی وهم سجادہ نشین وقائم مقام شیخ محمد قادری است درکتاب اورادِ قادریہ خودبخط شریف نوشتہ ودرانجانص کردہ کہ فوت غوثِ اعظم یازدہ شہر ربیع الثانی است و بس وے شیخی ومرشدی وابی سیّد حامد کہ ہم سجادہ نشین وقائم مقام وہم خلیفہ مطلق کامل مکمل جد خود حضرت شیخ عبدالقادر ثانی بود ودرانجاکہ مشہور ایام عرائس مشائخ سلسلہ قادریہ رابخط خود نوشتہ است۔عرس حضرت غوثِ اعظم تاریخ یازدہم ربیع الثانی است ۔" پھرلکھاہے کہ:

"دیگر در بلادِ عرب و عجم سندہ و ہند تاریخ یا زدہم شہر ربیع الثانی عرس حضرت غوثِ اعظم می کنند ہ دریں روز اطعمہ۔ مجالس وانواع خیرات تبرعات می نمایندواجماع وانعقاد عرب و عجم بریں تاریخ منعقدشد۔

فائدہ

ان عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ مشائخ سلسلہ قادریہ وغیرہ ہر دور میں گیارہویں شریف کرتے رہے اوروہ مشائخ ان فتویٰ بازمولویوں سے علم وعمل اورتقویٰ وطہارت میں کروڑہادرجہ نہ صرف بہتر تھے بلکہ آج کل ان فتویٰ بازوں کوان کے ایک معمولی خادم سے نسبت دینا بھی ان مشائخ کے شان کے خلاف ہے۔

وجہ تسمیہ گیارہویں

اس سے ایک طرف دلائل سے واضح ہوا کہ قدیم الایام سے اُولیاء اللہ اور مشائخ فقہاء ومحدثین ومفسرین گیارہویں شریف کرتے چلے آرہے ہیں۔دوسری طرف اس کا گیارہویں شریف کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ بھی معلوم ہوئی۔اس سے وہابیہ،دیوبندیہ کا وہم دور ہونا چاہیے جب کہ کہا کرتے ہیں کہ اسے گیارہویں شریف کیوں کہا جاتاہے۔اس کا ہم یہی جواب دینگے کہ:

(۱)چونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال پاک کی یہی تاریخ ہے اسی لئے اس کے یومِ وصال کولفظی مناسبت سے گیارہویں کے نام سے موسوم کیا۔

(۲)اسی تاریخ کواُولیاءِ کرام وفقہاء ومحدثین رحمہم اللہ تعالیٰ حضورغوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کاعرس مبارک نہایت عقیدت اور بڑے اہتمام سے کرتے چلے آئے ہیں اسی شہرت کی بناء پراسے گیارہویں سے موسوم کیا گیا۔

(۳)اس کی اوروجہ بھی بتائی گئی ہے کہ پیرِ پیران میرِ میران سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ہرگیارہویں تاریخ کوحضورسیّدالانبیاء

علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا عرس مبارک کیا کرتے تھے اسی لئے غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے شیدائی بتقلید واطاعت آنجناب گیارہویں کرتے ہیں چونکہ یہ انتساب بہ عالی جناب تھا اسی لئے یہ گیارہویں پیرِ پیران اور خود پیر صاحب گیارہویں والے مشہور ہوئے۔ (انوارالرحمٰن)

(۴) بعض کہتے ہیں کہ جس کی بارات کو سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے دریا سے نکالا تھا۔ اس نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے عقیدت کی بناء پر خیرات، صدقات بروح غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ وافر دروافر کئے اسی لئے اس نام سے گیارہویں مشہور ہے۔

(۵) بعض کہتے ہیں کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مریدین ملازمین کو دسویں تنخواہیں ملتی تھیں وہ سب کے سب اسی تاریخ کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نام ایصالِ ثواب بہت زیادہ کرتے تھے۔ اسی بناء پر اسے گیارہویں کہا گیا۔

خلاصہ

اگر چہ گیارہویں شریف کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال آئے ہیں لیکن میرے نزدیک دو قول زیادہ معتبر اور قرین قیاس ہیں۔

(۱) حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرس مبارک پر مداومت کر رکھی تھی ان کی مداومت پر وہ تادم زیست پھر بعدِ وصال تا قیامت ان کے عمل کو گیارہویں اور ان کے اسم گرامی کو گیارہویں والے کہا جانے لگا اور انشاء اللہ کہا جائے گا۔

(۲) چونکہ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال گیارہ تاریخ کو ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کی نسبت سے آپ رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کا نام گیارہویں شریف پڑ گیا۔

سوال تم نے کہا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال گیارہ (۱۱) ربیع الثانی کو ہوا حالانکہ **بحر السرائر و ماثبت بالسنته** و دیگر کتب میں ہے کہ ۷ ربیع الثانی سے (۱۸) ربیع الثانی تک روایات ملتی ہیں۔ کسی نے ۹، کسی نے ۱۱، کسی نے ۱۳، ۱۷، کسی نے ۱۸ ذکر کیا ہے؟

جواب یہ تو غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق اختلاف ہے۔ یار لوگوں نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف میں بھی اختلاف کیا ہے کسی نے ۹ بتائی تو کوئی ۱۸ ربیع الاول کہتے ہیں۔ لیکن محدثین نے اسی قول کو لیا ہے جو معتبر ترین ہے یعنی بارہ (۱۲) ربیع الاول ہے اسی طرح غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق جمہور کا قول گیارہ (۱۱) تاریخ کا ہے باقی اقوال کے لئے **لا اصل له** فرمایا چنانچہ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے "**ماثبت بالسنته**" میں گیارہ (۱۱) تاریخ کو متعین کر کے ۱۷ ربیع الثانی کے قول کے لئے لکھا "**لا اصل لہ**" اور خاندانِ غوثیہ کے محقق ترین قول کو ہم نے پہلے لکھا

ہے کہ وہ گیارہ (۱۱) تاریخ پر اجماعِ اُولیاء لکھا اور متعدد روایات میں یہی ثابت ہے چنانچہ شاہ عبدالحق دہلوی قدس سرہ "ماثبت بالسنتہ" میں لکھتے ہیں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال گیارہ (۱۱) ربیع الثانی کو ہوا۔ اس کا حوالہ ہم پہلے لکھ آئے یہی شاہ صاحب قدس سرہ "اخبار الاخیار صفحہ ۲۴۲" میں لکھتے ہیں کہ

"یازدھم ماہ ربیع الآخر عرس غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کرد"

ربیع الآخر کی گیارہ (۱۱) کو عرس کیا کرتے تھے۔

اور "تفریح الخاطر صفحہ ۱۳۹" میں لکھا ہے کہ

وفی لیلۃ الاثنین بعد صلوٰۃ العشاء بعد ی عشرۃ من ربیع الثانی سنتہ خمسماۃ واحد وستین۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال سوموار کی شب کو عشاء کے بعد ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو ہوا۔

غوثِ وقت حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی قدس سرہ کے فرمایا کہ مانا کہ گیارھویں (۱۱) تاریخ ضعیف بھی ہو تو بقاعدہ اُصول کہ روایت ضعیف بہ سبب کثرتِ عمل قوی و مفتی بہ می شود۔ اصول کا قاعدہ ہے کہ روایت ضعیف کثرتِ عمل سے قوی سے اور مفتی بہ بن جاتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ بقواعد اُصول مقرر است کہ روایت ضعیف از سبب کثرت عمل قوی ومفتی بہ میشود خلاف از و جائز نہ۔

(تیسر المشاغلین، صفحہ ۱۰۰ اور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ صفحہ ۲۷۳)

قاعدہ اُصول مسلّم ہے کہ روایت ضعیف جب قوی اور مفتی بہ ہو جائے تو اسے رد کرنا یا اس کے خلاف کرنا ناجائز ہے۔

تحقیقی قول

چونکہ ۱۷ تاریخ لکھنے والے بھی بڑے بڑے نامی گرامی علماء اور محقق دان تھے اسی لئے اس کی توجیہ ضروری ہے اسی لئے "مسٹر تھامس ولیم میل" صاحب بہادر نے بھی مفتاح التواریخ میں گیارہ تاریخ کو قبول کر کے آخر میں لکھا کہ سہو کاتب کی وجہ سے یہ غلطی ہوتی رہی کہ اس نے یازدہم (۱۰) کو ہفتدم (۱۱) لکھ دیا ورنہ تحقیق وہی ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کی تاریخ گیارہ تھی بہر حال سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کی نسبت گیارھویں شریف کے نام سے مشہور ہوئی ورنہ دراصل یہ وہی ایصالِ ثواب ہے جس کا اقرار نہ صرف دیوبندیوں کو بلکہ غیر مقلدوں، وہابیوں اور نجدیوں کو بھی ہے۔

لیکن چونکہ مخالفین کا طریقہ ہے کہ جس مسئلہ سے ضد اور عناد ہو تو اُس کے خلاف بجائے صریح انکار کرنے کے طرح طرح کے حیلے بہانے بناتے ہیں۔

قاعدہ

نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا۔ ظاہر ہے کہ ہم گیارہویں شریف کو اصلی اور حقیقی ایصالِ ثواب کی صورت مانتے ہیں صرف بوجہ نسبت کے نام علیحدہ رکھ دیا ہے۔ ہزاروں عبادات ہیں جنہیں معمولی نسبت سے علیحدہ نام دیا جاتا ہے۔

(۱) تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کون نہیں جانتا وہ ایک عبادت ہے لیکن اُسے چونکہ بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا سے نسبت ہے اسی لئے اس نام سے موسوم ہوتی ہے۔

(۲) صلوٰۃ التسبیح اگرچہ وہ ایک نماز ہے لیکن چونکہ اس میں تسبیح بار بار پڑھی جاتی ہے اسی لئے اس نام سے موسوم ہے۔

مقامِ عبرت

چونکہ شرعی اُصول کے مطابق ''گیارہویں شریف'' ایک مقدس عمل اور متبرک فعل ہے جس سے ہزاروں بلکہ بیشمار فیوض و برکات نصیب ہوتے ہیں لیکن اُنہیں جو اس طریقہ کار سے حقیقی طور نسبت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندو پاکستان کے علاوہ ممالکِ اسلامیہ کے ہر خطہ میں ۱۱ ربیع الثانی عرس شریف اور ہر ماہ کی گیارہ (۱۱) بلکہ ہر روز اہلِ اسلام انواع و اقسام کے طعام و فواکہ حاضرین، علماء و اہلِ تصوف، فقراء اور درویشوں کو پیش کرتے ہیں۔ وعظ اور نعتیں بھی بیان ہوتی ہیں، خوش بختوں کی گیارہویں شریف کی محفلوں میں اُولیائے کاملین کی ارواح طیبہ تشریف لاتی ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''مکتوباتِ مرزا مظہر جانِ جاناں'' سے ایک مکتوب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''میں نے خواب میں ایک چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اُولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں بیٹھے ہیں اور اُن کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوزانو اور حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں۔ استغناء ماسوا اللہ اور کیفیاتِ فنا آپس میں جلوہ نما ہیں یہ سب کھڑے ہوگئے پھر بعد کو چل پڑے۔ میں نے اُن سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو اُن میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استقبال کے لئے جارہے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک گلیم پوش سر اور پاؤں سے برہنہ ژولیدہ بال ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے ہاتھ کو نہایت عزت وعظمت کے ساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ خیر التابعین حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر ایک حجرہ ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پُرنور کی بارش ہورہی

تھی۔ یہ تمام کمال بزرگ اُس میں داخل ہوگئے میں نے اِس کی وجہ پوچھی تو ایک شخص نے کہا

”امروز عرس حضرت غوث الثقلین است بتقریب عرس بردند“

یعنی آج غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس تھا یہ حضرات اُسی میں تشریف لے گئے تھے۔‘

(کلماتِ طیبات شاہ ولی اللہ، صفحہ ۷۸)

فائدہ

بحمدہٖ تعالیٰ یہ کیفیت اکثر بزرگوں کے اُعراس میں ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ہم اور ہماری عوام گہری دلچسپی اور عقیدت مندی کے ساتھ اُعراس کی حاضری دیتے ہیں لیکن شوم بخت اپنے گندے دماغ کا ثبوت دیتے ہوئے گیارہویں شریف پر گندے اور غلیظ حملے کرتے ہیں لیکن مندرجہ بالا حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ غیر مقلدین کے لئے بالعموم اور دیوبندیوں کے لئے بالخصوص دعوتِ فکر ہے غیر مقلدین تو اس لئے کہ یہ لوگ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی شخصیت کے پورے طور پر معترف ہیں اور اس واقعہ کو نقل کرنے والے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں اور دیوبندی اس لئے کہ وہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم المرتبت شخصیت کے نہ صرف مداح ہیں بلکہ اُنہیں بظاہر اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں کیا یہ واقعہ واقعی طور پر اُن لوگوں کے لئے موجب غور وفکر نہیں ہم کہتے ہیں کہ اگر بغور اس عبارت کو پڑھا جائے تو ہمارے اور اُن کے مابین کوئی ایک چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی باعثِ نزاع نہیں رہ سکتا۔ لیکن ہم نہایت فخر کے طور پر کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ آج بزرگوں کے اُعراس بالخصوص حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس پاک میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اُولیاءِ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی شرکت ہوتی ہے خواہ اُن کے مزارات پر ہوں یا جہاں پر مواقع میسر آئیں۔

فائدہ

اُعراس اُولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بالخصوص حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک پاک میں شمولیت کرنے والوں کی سربراہی شیرِ خدا، مشکل کشا، حیدرِ کرار سیّدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیّدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر فرماتے ہیں ممکن ہے اس طرح اور مقدس ارواح بھی تشریف لاتی ہیں۔

خوش قسمت سنّی

دورِ حاضرہ میں خوش قسمت ہے وہ گھرانہ جہاں سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی اور بزرگ کامل کی یاد میں خیرات وصدقات کے ساتھ ایسی محفلیں ومجلسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے اُن بدقسمتوں پر جو ایسی مقدس ومتبرک

مجلسوں کا نہ صرف مذاق اُڑاتے ہیں بلکہ اسے شرک جیسی غلیظ اور گندی گالی سے یاد کرتے ہیں۔

دنیائے عالم میں ہزاروں بلکہ بیشمار ایسے واقعات ہو رہے ہیں کہ یہی شرارتی ٹولہ ایک طرف ایسی پاک اور مقدس محفل اور ایسی محبوب اور مرغوب غذا کو خنزیر اور دیگر خرافات بکتے ہیں لیکن ہاضمہ ایسا کہ جب شروع ہو جائیں تو "ھل من مزید پکارتے ہیں" اور کھائیں تو سیر نہیں ہوتے پالتی لگا کر بیٹھیں گے تو لقمہ بر لقمہ اُٹھاتے ہوئے دم تک نہ لیں گے پھر عادت سے مجبور ہیں پوچھنے پر فتویٰ جڑ دیں گے کہ گیارہویں حرام وغیرہ وغیرہ۔

مکالمہ شوخ چشم وہابی اور حاضر جواب سنّی

ہمارے ایک بزرگ دوست نے ایسے حرام خور مفتیوں اور شوخ چشم وہابیوں کا ایک منظوم مکالمہ لکھا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

(نظم)

بندہ مسلماں ایک تھا — اس کا عقیدہ نیک تھا
تھا غوثِ اعظم پر اس کا یقیں — اس نے پکائی گیارہویں
وہ سادگی سے بے خبر — لے آیا ایک ملاں کو گھر
ملاں تھا سنّی ظاہراً — پکا وہابی باطناً
کھانے کو سنکر آگیا — سب اُس کے چاول کھا گیا
کھا کے یوں بکنے لگا — یہ شرك توں نے کیوں کیا
سنّی بھی اُس کو کہنے لگا — میرا جواب بھی سنتا جا
آج میں سمجھوں گا یوں — دل کو تسلی دوں گا یوں
ناغہ میرا اس پل سہی — پھر گیارہویں کل سہی
چاول جوتوں نے کھالئے — بے شک وہ ضائع ہوگئے
کتا میرے گھر آگیا — سب میرے چاول کھا گیا

ہوشیار سنیو ہوشیار

آپ حضرات نہایت سادہ دل واقع ہوئے ہیں اگرچہ آپ کو اپنے عمل کا ثواب مل ہی جائیگا لیکن فائدہ کیا کہ ایک عیار مکار آپ کا مال کھائے بلکہ چاہیے کہ جیسے رزق طیب ہے کھانے والا بھی طیب ہو کیونکہ

وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ

یعنی اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور ستھرے ستھریوں کے لئے۔ (پارہ۱۸،سورۃ النور، آیت ۲۶)

قرآن مجید کا فیصلہ ہے۔ان غریبوں کو کوا، گوہ، کچھوا اور دیگر غلیظ غذائیں چاہیں جیسا کہ ان کا مذہب ہے۔تفصیل فقیر کی کتاب ''آئینہ وہابی نما اور آئینہ دیوبندی نما'' میں ہے اور قرآن مجید کا فیصلہ ہے

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ

یعنی گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے۔(پارہ۱۸،سورۃ النور، آیت ۲۶)

حقیقتِ گیارہویں

جیسا کہ ہم نے مختصر طور پر اس بات کی وضاحت کی ہے کہ شہنشاہِ بغداد حضور غوث الثقلین سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پاک کی تاریخ گیارہ (۱۱) ربیع الآخر ہے اور گیارہویں شریف منانے کی خصوصی وجہ یہی ہے نیز اُولیائے معتقدین اور جمیع اہلسنّت کا اس پر صدیوں سے عمل رہا ہے کہ وہ سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پاک کی تاریخ پر کھانا وغیرہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز پکا کر غرباء مساکین میں تقسیم فرماتے اور قرآن مجید کی تلاوت کر کے طعام و کلام کا ثواب سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔

منکرین کی طرف سے عام طور پر جو اہلسنّت پر بدعتی ہونے کا فتویٰ صادر ہوتا ہے اُس کا اہم جز گیارہویں شریف ہے جیسا کہ آپ اپنے اپنے علاقہ میں آزما کر دیکھ سکتے ہیں کہ جو مسلمان گیارہویں کا طعام پکائے گا تو فوراً یار لوگ کہہ دیں گے یہ بدعتی ہے حالانکہ گیارہویں شریف کے متعلق سیدھی سی بات یہ ہے کہ یہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس ہے جسے احادیثِ مبارکہ میں ایصالِ ثواب کہا گیا ہے۔شیخ محقق ،امام المحدثین ، خاتم الاولیاء سیّدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتب ''ماثبت بالسنۃ'' اور ''اخبار الاخیار'' میں نہایت شرح وبسط سے تحریر فرماتے ہیں اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کون ہیں؟ اور آپ کا علمی اور روحانی مقام کیا ہے؟ یہ محتاجِ تعارف نہیں۔نجدی، وہابی بالعموم اور دیوبندی وہابی بالخصوص آپ کے کمالاتِ علمی کے معترف ہیں۔مذکورہ بالا دونوں کتب کے دیباچے میں مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتا ہے کہ اس کتاب کی عظمت اور صحت کی اس سے بڑھ کر اور دلیل کیا ہوگی کہ اس کے مصنف شاہ عبدالحق محدث دہلوی ہیں دوسری کتاب ''اخبار الاخیار'' کے دیباچے میں یہی صاحب اس طرح رقمطراز ہوئے ہیں کہ اُولیاءاللہ کے حالات میں، ''اخبار الاخیار'' دنیا کی بہترین کتاب اس لئے ہے کہ اس میں ہر واقعہ کو مصنف نے حدیث کی طرح سندیں حاصل کر کے تحریر فرمایا ہے بہرحال شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ایسی عظیم شخصیت ہیں جنہوں

نے سب سے پہلے ہندوستان کو علومِ حدیث کے مطالب ومعارف سے روشناس کرایا جس کے اپنے پرائے سب معترف ہیں حتیٰ کہ وہابیوں کے امام صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر گیا تو وہاں رحمت کی برسات ہوتی تھی۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حضوری حاصل تھی (حوالے آگے آئیں گے) شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کا یہ تعارف اس لئے کروایا گیا ہے تا کہ منکرین گیارہویں شریف تھوڑا سا غور کریں اور بریلویوں کو بدعتی کہنے کے بجائے اس بات کو سوچیں کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقدس زمانہ وہ زمانہ ہے کہ جس وقت نہ بریلوی تھے اور نہ دیوبندی اور نہ غیر مقلد وہابی تھے اور نہ مقلد وہابی۔ اگر اس وقت وہ لوگ جنہیں شیخ محقق علیہ الرحمۃ کامل اُولیاء اللہ سے شمار کرتے ہیں۔ گیارہویں شریف کی بدعت کا ارتکاب کرتے تھے تو پھر آج بریلویوں کو نشانہ ستم کیوں بنایا جاتا ہے اگر وہابیوں کے امام کو شاہ صاحب کے مزار پر رحمت کی برسات نظر آتی ہے اور دیوبندیوں کے پیشوا اشرف علی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ولی حضوری سمجھتے ہیں تو پھر یہ تصور کسی طرح بھی نہیں کیا جاسکتا کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں شرفِ باریابی حاصل کرنے والا شخص نہ صرف یہ کہ بدعت کی ترغیب دے بلکہ بدعات کے ارتکاب کرنے والوں کو کامل اُولیاء اللہ کے رنگ میں پیش کرے۔

باب اول :دلائل گیارھویں

تمہید

جو لوگ گیارہویں کو بدعت وحرام کہتے ہیں اُن کے تین گروہ ہیں۔

(۱) کم علمی کی وجہ سے اُصولِ قرآن وحدیث اور صحتِ معلومات سے معذور ہیں۔

(۲) وہ جو علم کے باوجود دیانت سے کام نہ لیتے ہوئے محض ہٹ دھرمی کی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں۔

(۳) گیارہویں شریف کو صرف اس لئے بدعت وناجائز کہہ دیا کرتے ہیں کہ اُن کے اکابر اسے بدعت وناجائز کہتے ہیں۔

جو لوگ دیانتِ علمی سے کام نہیں لیتے اور محض ہٹ دھرمی کی بناء پر اسلامی اتحاد کو مکدر بناتے رہتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ لوگ نہ آج ہماری بات مانیں گے نہ بعد میں بلکہ اُن کی قسمت میں نہ ماننا ہی لکھا ہے ہاں اگر فقیر کی تحریر کو انصاف کی نگاہ سے مطالعہ کرے تو انشاء اللہ غلط فہمیوں کا ازالہ ممکن ہے۔

دلائل

فقیر نے پہلے متعدد حوالہ جات پیش کئے ہیں کہ گیارہویں شریف کا عمل مدت سے قدماء صالحین وعلماءِ راسخین و

مشائخِ کاملین میں معمول ومقبول رہا ہے اور فقیر نے ایسے نامور علماء وفقہاء ومحدثین اور اُولیاء مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماءِ گرامی پیش کیے ہیں کہ جن کا صرف نامِ مبارک اہلِ اسلام کے لئے موجب فخر وناز ہے اور ان میں وہ حضرات مذکور ہوئے جن کے علم وعمل پر اسلام کو ناز ہے۔ آج کل کے ہر فرقہ کے علماء ان کے نہ صرف خوشہ چیں ہیں بلکہ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو موجودہ ہر فرقہ کے علماء کو اُن کے ادنیٰ شاگرد کے سامنے طفلِ مکتب کا مرتبہ مل جاتا تو یہ صاحبان اپنے لئے باعثِ برکت اور موجب رحمت سمجھتے۔

وہ حضرات قرآن واحادیث کے علم میں موجودہ علماء سے زیادہ ماہر وحاذق بلکہ روحِ اسلام کی بھی روح تھے جبکہ انہیں اسلام کے ہر مسئلہ کی تحقیق وتدقیق وافر در وافر نصیب تھی وہ بدعت کو بھی جانتے تھے اور سنّت کو بھی ۔ وہ سب گیارہویں کے نہ صرف قائل بلکہ عامل تھے اسی لئے ہم موجودہ دور کے محققین کی ہر نئی تحقیق کو تو دیوار پر مار سکتے ہیں لیکن اُن کی تحقیق کو نہ صرف جائز بلکہ اپنے لئے حرزِ جان اور روحِ ایمان مانیں گے اس لئے کہ ان حضرات کے لئے نبی اکرم ﷺ نے پہلے کئی عرصہ اپنی اُمت کو سمجھایا۔

"ماراہ المؤمنون حسنا فھو عنداللہ حسن۔" (مشکوٰۃ)

"جس کو مومن اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔"

ایک اور حدیث میں وارد ہے

"لا یجتمع اُمتی علیٰ الضلالۃ۔" (مشکوٰۃ)

"میری اُمت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہوسکتا۔"

جب حضور اکرم ﷺ نے بھی تصدیق فرمائی ہے اور اسلاف میں بھی گیارہویں شریف کے متعلق کسی معتبر عالمِ دین کا انکار موجود نہیں تو پھر چند ضدی ملا انکار کرتے ہیں حرج کیا ہے اُن کی بھی صرف ہٹ دھرمی اور ہے اور بس۔

ورنہ منصف مزاج مسلمان ان سے صرف یہی سوال کر کے سوچ لے کہ اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ جس عمل کے وہ عامل تھے کیا وہ بدعتی تھے؟ اور حرام خور اور اگر معاذاللہ وہ ایسے تھے تو پھر وہ اُولیاء اللہ کہلانے کے حقدار کیسے؟ حالانکہ مخالفین اب بھی اُنہیں اُولیاء مانتے ہیں چونکہ بدعت ان کا خانہ ساخت فتویٰ ہے اسے پھینک دو کہ یہ انڈے ہیں گندے۔

دلیل

(۲) گیارہویں شریف "ایصالِ ثواب" ہے جیسا کہ ہم نے رسالہ ہٰذا کے ابتداء میں عرض کیا ہے۔ جب یہ ایصالِ ثواب ہے تو حرام کیوں؟ اس کی حرمت کی چند صورتیں مخالفین پیش کرتے ہیں اگرچہ مخالفین کے ہر اعتراض کے لئے ایک علیحدہ

تصنیف ضروری ہے لیکن رسالہ ہذا کی مناسبت سے مختصراً ہر ایک کا جواب قرآن وحدیث اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب دوم

سوال اگر گیارہویں شریف ایصالِ ثواب ہے تو اسے گیارہویں شریف کیوں کہتے ہیں، اصل نام کیوں نہیں لیتے ؟

جواب نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا اس کے چند دلائل فقیر نے پہلے عرض کیے ہیں چند اور لیجئے۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اسلام سکھایا۔ اس وقت ہر مسئلہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل ودماغ پر اثر کرتا چلا گیا لیکن اُنہوں نے کبھی کسی مسئلہ کو مستقل نام سے نہیں پکارا لیکن آج ہم نے انہی مسائل کو ایک ہیئت میں لا کر کسی فن کا نام حدیث، کسی کا تفسیر، کسی کا فقہ وغیرہ وغیرہ پھر ہر ایک کے لئے ہم نے ہزاروں نہیں بے شمار ایجادیں کی ہیں۔ چند فقیر کے رسالہ "تحقیق البدعة" میں دیکھیے۔

(۲) حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو علمی وعملی دولتوں سے نوازا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہماری ایجاد کردہ اصطلاحیں نہیں تھیں مثلاً پڑھنے کی جگہ کا نام مدرسہ، دارالعلوم، درس گاہ، جامعہ وغیرہ وغیرہ اور پڑھانے والا معلم، مدرس، اُستاذ وغیرہ اور پڑھنے والے طلبہ، طالب علم، متعلم، تلمیذ وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح ہزاروں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ (العاقل تکفیه الاشاره) یعنی عقل مند کے لئے اشارہ کافی ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب "العصمة عن البدعة" میں ہے۔

جواب ۲ ایصالِ ثواب عام لفظ ہے جو عوام کے لئے سجتا ہے ہم اہلسنت چونکہ باادب واقع ہوئے ہیں اسی لئے ایک شیخِ کامل کے ایصالِ ثواب کے نام کو نمایاں کر کے عوام میں ولی کامل کی شان کا امتیاز کراتے ہیں تاکہ ولایت کی عظمت کا سکہ دلوں پر بیٹھ جائے اور یہی عین فطرت ہے چنانچہ ہم سب آدم زادے انسان یا آدمی کہلاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک دوسرے کو ممتاز کرنے کے لئے مختلف قومیں بنایا ہے تاکہ التباس نہ ہو

وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا

یعنی اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ (پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳)

چونکہ ایصالِ ثواب ایک عام حیثیت تھی پھر ہم نے اُنہیں مختلف شعوب، قبائل بنائے تاکہ تم ایک دوسرے سے ممتاز رہو یعنی ایصالِ ثواب انبیاء واُولیاء کے نام کو اُعراس اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کو گیارہویں سے موسوم کیا بتایئے اس میں کون سا حرج ہے۔

سوال» تمہارے اس دوغلہ پالیسی سے ہم شاکی ہیں ایصالِ ثواب تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے اور تم اسے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کرتے ہو؟

جواب» یہ اہلسنّت پر بڑا بھاری بہتان ہے اور تقریباً ایسے غلط تاثرات دے کر عوام کو وہابی، دیوبندی اپنے دامِ تزویر میں پھنسا لیتے ہیں ورنہ ہم نے بارہا کہا لکھا اور کہتے ہیں اور کہتے رہینگے کہ ہم بھی گیارہویں یا اُعراس یا دیگر نذر و نیاز سب اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں اور ثواب انبیاء و اُولیاء علیہم السلام ورحمہم اللہ تعالیٰ اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ارواحِ مقدسہ کو پہنچاتے ہیں باقی رہا ان اشیاء پر انبیاء و اُولیاء علیہم السلام ورحمہم اللہ تعالیٰ اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا جانا یہ مجاز ہے اور ایسے مجازات قرآن و حدیث اور محاوراتِ عرب اور ہمارے عرف میں کثیر الرواج اور روزمرہ کا معمول ہیں۔

احادیث شواہد»

"عن سعد بن عباده قال یارسول اللہ ﷺ ان اُم سعد ماتموت فای الصدقة افضل قال الماء فحفر بئراً و قال هٰذهٖ لام سعد۔" (ابوداؤد شریف، نسائی، مشکوٰۃ) (باب الصدقۃ)

"سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ سعد کی ماں یعنی میری ماں مرگئی ہے پس کونسا صدقہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی! پس سعد نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی ماں کے واسطے ہے۔"

اس روایت میں صاف ظاہر ہے کہ کنواں کھدوایا تو خدا تعالیٰ کے لئے چونکہ اس کا ثواب اُمِ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے مطلوب ہے اسی لئے حدیث شریف میں صرف لام سعد اُمِ سعد کے لئے لفظ ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کون ہے جو میرے لئے مسجدِ عائشہ میں چار رکعت پڑھے اور کہے **"هٰذه لابی هريرة"** یہ ابوہریرہ کے لئے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الفتن)

اس سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد بھی یہی تھا کہ نماز کا ثواب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا بلکہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا اس سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی مشرک نہیں کہہ سکتا۔

اگر ہم غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں کریں تو ہم مشرک کیوں مخالفین کو مذکورہ روایات کے متعلق مابہ الامتیاز واضح کرنا چاہیے بلکہ ہمارے حضور پُرنور ﷺ نے قیامت تک آنے والے تمام اُمتیوں کا اپنی خیرات میں نام لیا۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

"عن جابر بن عبداللہ شهدت مع النبی ﷺ الا ضحی باالمصلی فلما قضٰی خطبة نزل عن

منبرہ فاتی بکبشین فذبحہ رسول اللہ ﷺ بیدہٖ وقال بسم اللہ واللہ اکبر ھذا عنی وعمن لم یضح من اُمتی۔"

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عید الضحیٰ کے دن میں حاضر تھا آپ ﷺ جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو منبر سے اُترے پس آپ ﷺ کی خدمت میں دو بکرے حاضر کئے گئے بس ذبح فرمائے آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اور فرمایا **بسم اللہ اللہ اکبر واللہ اکبر** یہ میری طرف سے اور اس کی طرف سے جس میرے اُمتی نے قربانی نہیں کی۔"

فائدہ﴾

یہ قربانی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کا ثواب بندوں کو پہنچانا مطلوب ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ بجائے اللہ تعالیٰ کے نام لینے کے بندوں کا نام لیا جائے تو حرج نہیں دیکھئے حضور سرورِ عالم ﷺ نے قربانی کرتے وقت صاف کہہ دیا کہ یہ میری اور میری تمام اُمت کی طرف سے ہے چونکہ یہ بحث **"ما اھل لغیر اللہ"** سے متعلق ہے اسے فقیر نے اپنی "تفسیر اُویسی" میں تفصیل سے لکھا ہے۔ اس لئے انہی تین احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

عقلی دلیل﴾

چونکہ ہر فرد جانتا ہے کہ یہ مسئلہ حقیقت ومجاز کا ہے جس طرح کائنات کی ہر چیز کا مالک ومتصرفِ حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ ہے اسی طرح ہر قسم کی گیارھویں دیگر نذر، نیاز، حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

گیارھویں نیاز وغیرہ مجاز کے طور پر انسانوں سے منسوب کی جاسکتی ہے جیسے فلاں کی روٹی اور فلاں کا مکان وغیرہ وغیرہ۔

اگر حقیقت ومجاز کے اس مسئلہ پر اعتقاد ویقین نہ رکھا جائے تو پھر دنیا کی کوئی چیز کسی دوسرے سے منسوب نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی حلال اور جائز رہ سکتی ہے۔ تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر "تفسیر اُویسی" کا مطالعہ کیجئے۔

سوال﴾ اگر واقعی گیارھویں شریف ایصالِ ثواب ہے تو پھر تم اسے نذر ونیاز سے کیوں تعبیر کرتے ہو۔ حالانکہ نذر ونیاز صرف اللہ تعالیٰ کی ہے تم اللہ سے خاص باتوں کو پیروں فقیروں کے لئے ثابت کرتے ہو اسی لئے مشرک ہو۔

جواب﴾ یہاں بھی وہی حقیقۃ ومجاز والی بات ہے اس لئے کہ ہم نذر ونیاز مجازاً ہدیہ وتحفہ پر استعمال کرتے ہیں اور یہ ہمارا ادب ہے کہ ہم انبیاء واُولیاء علیہم السلام ورحمہم اللہ تعالیٰ کے ایصالِ ثواب کو نذ ونیاز وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں وہ اس لئے کہ ہم انبیاء واُولیاء علیہم السلام ورحمہم اللہ تعالیٰ کو زندہ مانتے ہیں اور یہ بحث اپنے مقام پر حق ہے اور شرعی اُمور میں سینکڑوں

مسائل ایسے ہیں جن میں شرعی اصطلاحات کو مجازاً دوسرے معانی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے فقیر نے متعدد مثالیں اپنی تفسیر میں لکھی ہیں۔ یہاں صرف چند حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے جس سے غیر مقلدین اور دیوبندیوں کا منہ تو بند ہوسکتا ہے لیکن ضد البتہ نہیں جائے گی اس لئے کہ وہ لاعلاج بیماری ہے۔

حضرت ملاں جیون صاحب الانوار استاذ سلطان عالمگیر اورنگزیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

"ومن لھما علم ان البقرہ المندورہ للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب۔" (تفسیرات احمدیہ)

"اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اُولیاء کے لئے لائی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال وطیب ہے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حال لکھتے ہیں کہ وہ قصبہ ڈاسنہ میں حضرت مخدوم اللہ دیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر زیارت کو تشریف لے گئے جب آنے لگے تو حضرت مخدوم اللہ دیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مزار سے ارشاد فرمایا اے عبدالرحیم ذرا ٹھہرو۔ کچھ کھا کر جانا یہ سن کر والد صاحب ٹھہر گئے پھر ایک عورت اپنے سر پر چاول شیرینی لے کر آئی اور عرض کی کہ میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا میں اُس وقت کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں ٹھہرنے والوں کو پہنچادوں گی۔ وہ اُسی وقت آگیا اور میں نے یہ نذر پوری کردی۔ اصل عبارت پڑھیے۔

"آں گاہ زنے بیامد طبق برنج و شیرینی برسر و گفت نذر کردم کہ اگر زوج من بیامد ہماں ساعتے طعام پختہ بہ نشینند گان درگاہ مخدوم اللہ دیہ رسانم دریں وقت آمد نذر ایفاء کردم و آرزو کردم کہ کسے آنجاباشد تناول کند۔"

انتباہ

اس حکایت سے ثابت ہوا کہ اسلاف نے بھی لفظ نذر و نیاز تحائف و ہدیہ بالخصوص انبیاء واُولیاء علیہم السلام ورحمہم اللہ تعالیٰ کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ اگر یار لوگوں کو شرک و بدعت کے فتویٰ بازی کا شوق ہے تو ذرا ایک فتویٰ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ کے لئے بھی شائع فرما کر مار اگر ہمت ہے تو؟

سوال ایصالِ ثواب کے تو ہم بھی قائل ہیں لیکن یہ جو تم معین کر کے گیارہویں یا عرس وغیرہ کرتے ہو یہ ناجائز ہے کہ کسی شرعی فعل کو معین کیا جائے۔

تعیین کا خطرہ

گیارہویں شریف معین کر کے کی جاتی ہے فلہذا ناجائز ہے یہ خطرہ مخالفین نے اپنے گھر میں بیٹھ کر گڑھ لیا ہے

ورنہ شریعتِ مطہرہ میں اس کے عدم جواز کی کوئی صورت نہیں اگر ہے تو چند شرائط سے مشروط جنہیں فقیر نے رسالہ "الحبل المتین" میں تفصیل سے ذکر کیا ہے یہاں فقیر چند دلائل دکھاتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ نیک کاموں میں مصلحۃً تعیین عین مراد ہے۔

آیت قرآنی

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (پارہ ۱۳، سورۃ ابراھیم، ایت ۵)

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔

فائدہ

اُن دنوں کی عظمت کو بیان کرو جن میں قدرت کی نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں۔ خداوندِ قدوس نے اُن دنوں کی نسبت اپنی طرف فرمائی جو اپنی خصوصیات اور عظمت کے اعتبار سے اہمیت رکھتے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوبی شان کے اعتبار سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں بھی انہی ایام کی ایک کڑی ہے کہ اس دن اُمتِ مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی یاد سے کتنا سرشار ہوتی ہے۔

احادیثِ مبارکہ

(۱) عن محمد بن نعمان من زار قبر ابویه او احد هما فی کل جمعة غفرله۔ (رواہ البیھقی)

"جس نے اپنے والدین یا اُن میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کو کی وہ مغفور ہے۔" (شرح الصدور للسیوطی)

فائدہ

زیارتِ قبور مسنون ہے اور ہر وقت ہوسکتی ہے لیکن حدیث شریف میں جمعہ کے دن سے متعین فرمایا اگر تعیین ناجائز ہوتا تو اسے جمعہ کے دن سے مقید نہ کیا جاتا۔

(۲) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ من وسع علی عیاله فی النفة یوم عاشوراہ اوسع اللہ علیه سائز سنة قال سفیان انا تدجز نباہ فوجدنا کذالك۔

"ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کشادگی دے گا نفقہ میں اپنے عیال پر عاشورہ کے دن کشادگی فرمائے گا اس پر اللہ تعالیٰ سال بھر۔ حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا اور ایسا ہی پایا۔"

فائدہ

اہل وعیال کوخرچ دینا اور اُن کی سہولت ہر وقت شریعت کی عین مراد ہے لیکن اُسے یومِ عاشورہ کے ساتھ متعین کرنا بتاتا ہے کہ مصلحت کے پیشِ نظر کارِ خیر میں تعین ہونا چاہیے۔

(۳)عن ابی هریره قال قال رسول الله ﷺ من قرء حم الدخان فی لیلة الجمعة غفریه۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے پڑھا حٰم الدخان جمعہ کی رات میں وہ بخشا گیا۔''

(۴)عن کعب عن رسول الله ﷺ قال اقروا سورة هو دیوم الجمعه ۔ (رواہ البخاری)

''ابنِ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ہود جمعہ کے دن پڑھو۔''

فائدہ

قرآن پاک کی تلاوت کا کوئی وقت مقرر نہیں لیکن دخان وہود کو جمعہ کے دن پڑھنے کی تعیین کی گئی۔

(۵)عن ابی سعید عن النبی اخرج بن جزیز بن محمد بن ابراهیم قال کان رسول الله ﷺ یاتی قبور الشهدا علیٰ راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ (مشکوٰۃ)

''حضور ﷺ ہر سال کے شروع میں شہیدوں کے مزارات پر تشریف لیجاتے اور فرماتے کہ سلام ہو تم پر اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا تمہاری عاقبت کیا ہی اچھی ہوئی۔''

فائدہ

جب زیارتِ قبور ہر وقت ہو سکتی ہے تو حضور ﷺ نے ان نیک کاموں کا تعین ایام کے ساتھ کیوں مخصوص فرمایا دراصل تعینِ ایام میں فوائد اور مصالح خیر و برکات ہیں۔

عرس کا ثبوت

ہماری مذکورہ بالا بحث سے عرس کی تعیین کا ثبوت بھی ملا کیونکہ وہ بھی بزرگانِ دین کے ایصالِ ثواب کے لئے متعین تاریخ ہوتی ہے لیکن اس میں ایک راز اور بھی ہے وہ یہ کہ تاریخ مقرر شدہ پر احباب متعلقین کو جدید اطلاع نہیں دینی پڑیگی یہی وجہ ہے کہ ہم دینی ،سیاسی جلسوں کے لئے ہزاروں جتن کرتے ہیں لیکن پھر بھی مخلوق کا اتنا ہجوم نہیں ہوسکتا جتنا اُولیاء اللہ کے اُعراس میں بن بلائے خلقِ خدا کا اژدہام ہوتا ہے۔

خصوصی فیض

مفسرین ومحدثین وفقہاءِ کرام فرماتے ہیں کہ روح جس دن وساعت میں جسم سے جدا ہوئی اُس وقت رُوح عود کرتی ہے چنانچہ صاحبِ مجموع الروایات کا قول ہے

"اذا روان یتخذا الومة یجتھدیادراك یوم موته ویحتاط فی الساعة التی نقل روحه فیھا لان الارواح الاموات یا قوت فی ایام الاعراس فی کل عام فی ذالك الموضع فی تلك الساعة وینبغی ان یطعم الطعام ویشرب الشراب فی تلك الساعة فانه بذالك یفرح روحه وان فیه تاثیراً بلیغا۔ھذا نقل من خزینة الجلالی وجمع الجوامع من جلال الدین سیوطی وسراج الھدایة مولانا جلال الدین بخاری و حاشیه المظھری۔(اھلاك الوھابین)

یعنی "جب کوئی شخص کھانا کھلانے کا ارادہ کرے تو روزِ وفات بلکہ وقتِ وفات کا خیال رکھے اور احتیاط کے ساتھ اس ساعت کا خیال رکھے۔جس میں میت کی ارواح عالمِ بالا کی طرف منتقل ہوتی ہے اس لئے کہ اموات کی روحیں ہر سال عرسوں میں اس مقام وساعت حاضر ہوتی ہیں جس میں اس کا انتقال ہوا ہے پس مناسب یہی ہے کہ اسی ساعت میں کھانا وغیرہ کھلایا جائے کیونکہ اس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اور اس میں بڑی تاثیر ہے"اسی طرح منقول ہے خرینة الجلال جمع الجوامع مصنفه علامه جلال الدین سیوطی اور سراج الہدایہ مولانا جلال الدین بخاری میں۔"

اُستاد گھرانہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر سال اپنے والد کا عرس کیا کرتے تھے۔ان پر مولوی عبدالحکیم صاحب پنجابی نے اعتراض کیا کہ تم نے عرس کو فرض سمجھ لیا ہے اور سال بہ سال کرتے ہو۔اس کا جواب شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو فرمایا وہ "زبدة النصائح" صفحہ ۴۲ میں مرقوم ہے فرماتے ہیں

"که ایں طعن مبنی است بر جھل مطعون علیه زیرا که غیر از فرائض شرعیه مقرره ھیکس فرض نمی داند۔ آرے زیارت قبور وتبرك وقبور صالحین وتلاوت قرآن ودعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع علماء وتعین روز برائے آنست که آن روز ذکر انتقال ایشاں باشد۔"

یعنی "اس طعن کا سبب جس پر طعن کی جاتی ہے اس کی حالتوں سے ناواقف ہونا ہے کیونکہ فرائضِ شرعیہ کے

سوائے کوئی شخص فرض نہیں جانتا البتہ زیارتِ قبور اور صالحین کے مزارات سے برکت حاصل کریں۔ تلاوتِ قرآن اور دعائے خیر شیرینی اور کھانا تقسیم کرنا امر مستحسن اور باتفاق علماء جائز ہے۔"

فائدہ

شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے تعینِ ایام اور فاتحہ بحضور طعام و شیرینی کا امر مستحسن اور معمولِ علماء و صلحاء ہونا ثابت ہے اور جو امر کہ باجماع اُمت نیک متصور ہو وہ نیک ہے۔

فیصلہ نبوی

فرمایا ہے سرکارِ دو عالم ﷺ نے کہ

"لاتجتمع اُمتی علی الصلاۃ" یعنی "میری اُمت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہوسکتا۔"

دوسری حدیث میں وارد ہے:

"مارآہ لمومنون حسنۃ فھو عنداللہ حسنۃ"

یعنی "جسے اہلِ ایمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔"

حضرتِ گنگوہی قدس سرہ

حضرت قطبِ عالم شیخ عبدالقدس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوب صدد ہشتادہ دوم "مکتوباتِ قدسی" میں مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لکھتے ہیں کہ "اعراس پیراں برسنّت پیراں بہ سماع و صفائی جاری دارند۔" یعنی "پیرانِ طریقت کے عرس اُن بزرگوں کی روش پر سماع و صفائی کے ساتھ جاری رکھیں۔"

اس قسم کے اقوال بزرگانِ دین اور سلف و صالحین کے یہاں بکثرت پائے جاتے ہیں جن سے تعینِ ایام اور فاتحہ کی تائید ہوتی ہے۔

جملہ دیوبند کے پیر ومرشد نے فرمایا

دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فیصلہ ہفت مسئلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ عرس خود اس حدیث سے ہے کہ "نومۃ العروس" یعنی بندہ صالحہ سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولانِ الٰہی کے حق میں وصالِ محبوبِ حقیقی ہے اس سے بڑھ کر کون سی عروس ہوگی چونکہ ایصالِ ثواب بروحِ اموات مستحسن ہے۔ خصوصی جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئیں اُن کا حق زیادہ ہے۔ حاجی صاحب آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں "مشربِ فقیر اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں۔"

فائدہ

پیر و مرشد اور اُستاد تو عرس اور گیارہویں اور اُن کی تعیین کے تو قائل و عامل ہوں لیکن مرید و شاگرد اُن پر حرام و بدعت کے فتوے صادر کریں اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتا ہوں۔

خلاصہ یہ کہ گیارہویں دن مقرر کرنا نہ رکن ہے نہ شرط کہ اس کے بغیر یہ ختم شریف درست نہ ہو چونکہ ایک روایت کے مطابق آپ کا وصال ربیع الثانی کی گیارہ (۱۱) تاریخ کو ہوا اس لئے اکثر لوگ ختم شریف کے واسطے اس تاریخ کو بطور روایت التزام کرتے ہیں نہ بطور وجوب کے، اور یہی وجہ ہے کہ یہ ختم شریف گیارہویں کے نام سے موسوم و مشتہر ہو گیا ہے۔ کسی مسلمان کا ہم میں سے یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم شریف گیارہویں تاریخ سے قبل یا بعد جائز نہیں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ہر ماہ کی ابتدائی تاریخوں سے لیکر اخیر تاریخوں تک مختلف مساجد اور جگہوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم شریف ہوتا رہتا ہے اور کہتے سب کو گیارہویں ہی ہیں ہاں ہمارے نزدیک گیارہویں فرض یا واجب نہیں کہ اس کے نہ کرنے سے بندہ پر کسی کی گرفت ہو البتہ چونکہ ایک بابرکت عمل ہے اس سے دنیا میں بھی فائدہ ہے اور آخرت میں بھی۔

جواب ۲ تعین کو اپنی طرف سے حرام کہہ کر وہابیوں، دیوبندیوں نے شریعت پاک پر بہتان باندھا ہے کہ کسی نیکی کو معین کیا جائے تو وہ حرام ہے۔ ہم عوام دیوبندیوں، وہابیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے کسی مولوی سے قرآن مجید کی صرف آیت پڑھوائیں جس میں حکم ہو کہ جائز طریقہ کی تعین حرام ہے حالانکہ آیاتِ قرآنی کا کوئی جملہ اور احادیثِ مبارکہ کے تمام تر ذخیرہ سے ایک حدیث یا حدیث کا ایک جملہ بھی ایسا نہیں مل سکتا جس میں تعینِ ایام کو اشارہ کنایہ سے حرام اور بدعت وغیرہ کہا گیا ہو۔

اسی طرح تمام تر اقوالِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ایک قول بھی ایسا نہیں مل سکے گا جس میں تعین کی تردید کی گئی ہو۔

اگر ہمارا مندرجہ بالا دعویٰ درست ہے اور مخالفین ہمارے اس دعویٰ کو قرآن کے دلائل سے توڑنے کی ہمت نہیں رکھتے تو پھر مجبوراً کہنا پڑے گا۔ (لعنت اللہ علی الکاذبین) (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو۔)

حالانکہ شریعت کے اکثر اُمور تعینات کے بغیر ہوتے ہی نہیں اور خود اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے بہت سے اُمور متعین فرمائے۔ فقیر نے اس موضوع پر الحبل المتین لکھی ہے۔ تفصیل اس میں پڑھیے۔

فی الحال چند ایک دلائل پیش کرتا ہوں تا کہ ناظرین یقین کر سکیں کہ شریعتِ مصطفویہ میں تعین برائے مصلحت نیکی

کے اُمور میں جائز ہے۔

دلیلِ عقلی

نظامِ کائنات کا وہ کون سا کام ہے جس کے لئے کوئی دن معین نہیں ۔نوعِ انسانی کی تخلیق سے لے کر عالمِ آخرت تک کوئی بھی قضیہ تعین یوم سے خالی نہیں ۔ بچے کی پیدائش کا دن معین ہے، شادی کا دن معین ہے، موت کا دن معین ہے، بہار اور خزاں کے دن معین ہیں، روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کے دن معین، غرض دینی و دنیوی اُمور معینِ ایام ہی میں انجام پذیر ہوتے ہیں اور پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ تعینِ یوم کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں اُن کا اپنا کوئی کام بھی معینِ دن کے بغیر نہیں ہوتا۔ جلسوں کے دن معین، کانفرنسوں کے دن معین، تبلیغی دوروں کے دن معین ۔ اگر بنظرِ عمیق دیکھا جائے تو تعینِ یوم کا انکار کرنا قانونِ فطرت ہی کے خلاف ہے کیونکہ اگر تمام اُموریوں ہی بے قائدگیوں اور بغیر تعینِ ایام کے شروع کردیئے جائیں تو نظامِ حیات ہی درہم برہم ہوجائے گا۔ یہ مسئلہ اتنا بداہیہ ہے جس پر دلائل کی چنداں ضرورت نہیں۔

تعینات

تعینات گیارھویں شریف اور اُعراس اور دیگر ایصالِ ثواب جیسے نیک اُمور کے لئے کیے جاتے ہیں۔ کفر، شرک، بدعت، حرام اور ناجائز کیوں ہوجاتے ہیں کیا کوئی شخص دین ودنیا کا کوئی کام بغیر دن اور وقت کے تعین کیے سرانجام دے سکتا ہے؟

پیدائش سے لے کر مرتے دم تک انسان ایام واوقات کا پابند ہوتا ہے یا پابند کردیا جاتا ہے۔ ہم یہاں مثالیں بیان نہیں کریں گے بلکہ ہر ذی شعور سے درخواست کریں گے کہ خدارا سوچیئے اور خوب سوچیئے کہ کیا دن اور وقت کا تعین کرنا فی الواقع موجب کفر وشرک ہے یا بھٹکے ہوئے ذہنوں کو اختراع اور بہکے ہوئے دماغوں کی یاوہ گوئی اور بیہودگی کی منہ بولتی تصویر ہے۔

ہماری اس درخواست پر جو لوگ غور فرمائیں گے اُن کی نوازش ہے اور جن کے ذہن اب بھی اُن حضرات صاحبان کے فرامین تعصب آفرین میں اُلجھے ہوئے ہیں وہ غور فرمائیں کہ تعیناتِ ایام کے متعلق شریعتِ مقدسہ کا کیا حکم ہے۔

قرآنِ کریم

(۱) رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (پارہ ۱۳، سورۃ ابراھیم، ایت ۵)

یعنی "بنی اسرائیل کو وہ دن بھی یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نعمتیں اُتاریں۔" جیسے غرقِ فرعون، من وسلویٰ کا نزول وغیرہ۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت دے۔ اُن کی یادگار منانے کا حکم ہے۔

احادیث سے ثبوت

(۲) "مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم" میں ہے "سئل رسول اللہ ﷺ عن صوم یوم الاثنین فقال فیه ولدت وفیه انزل علی"

یعنی "حضور ﷺ سے دوشنبہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتداء ہوئی۔"

فائدہ

حدیث سے ثابت ہوا کہ یادگار منانا سنّت، اس کے لئے دن مقرر کرنا سنّت، حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا سنّت ہے۔ عبادت خواہ بدنی ہو جیسے کہ روزہ اور نوافل یا مالی جیسے کہ صدقہ وخیرات تقسیم شیرینی وغیرہ۔

(۳) "مشکوٰۃ باب فصل ثالث" میں ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ پاک میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں سبب پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "فنحن احق واولیٰ بموسیٰ منکم" ہم موسیٰ علیہ السلام سے تم سے زیادہ قریب ہیں "فصامه وامر بصیامه" خود بھی اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو عاشورہ کے روزہ کا حکم دیا چنانچہ اول اسلام میں یہ روزہ فرض تھا۔ اب فرضیت تو منسوخ ہو چکی مگر استحباب باقی ہے۔

(۴) مشکوٰۃ کے اسی باب میں ہے کہ عاشورہ کے روزے کے متعلق کسی نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اس میں یہود سے مشابہت ہے تو فرمایا کہ اچھا سال آئندہ اگر زندگی رہی تو ہم دو روزے رکھیں گے یعنی چھوڑا نہیں بلکہ زیادتی فرما کر مشابہتِ اہل کتاب سے بچ گئے۔

(۵) یہ نمازیں گذشتہ انبیاء کی یادگاریں ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آ کر رات دیکھی تو پریشان ہوئے۔ صبح

کے وقت دو رکعت شکرانہ ادا کیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ دنبہ پایا۔لختِ جگر کی جان بچی قربانی منظور ہوئی چار رکعت شکرانہ ادا کیں یہ ظہر ہوئی وغیرہ وغیرہ معلوم ہوا کہ نماز کی رکعت بھی دیگر انبیاء کی یادگار متعین یادگارِ دین ہیں۔

(۶) حج اوّل تا آخر ہاجرہ و اسمٰعیل علیہم السلام کی یادگار ہے اب نہ تو وہاں پانی کی تلاش ہے اور نہ شیطان کا قربانی سے روکنا، مگر صفا و مروہ کے درمیان چلنا بھاگنا، منٰی میں شیطان کو کنکر مارنا بدستور ویسے ہی موجود ہے۔محفل یادگار کے لئے اور پھر متعین اوقات میں۔

خلاصہ

بہر حال تعیین نہ شرعاً حرام ہے نہ اس پر مخالفین کے پاس کوئی دلیل ہے۔ہاں چند ایسے اُمور ہیں جنہیں ہم بھی ایسی تعیین کو منع کرتے ہیں وہ چند اُمور مندرجہ ذیل ہیں۔

وہ دن یا جگہ کسی بت سے نسبت رکھتی ہو جیسے ہولی، دیوالی کو اُس کی تعظیم کے لئے دیگ پکا کر یا مندر میں جا کر صدقہ کرنا اس لئے "مشکوٰۃ باب النذر" میں ہے کہ کسی نے بوانہ میں اُونٹ ذبح کرنے کی منّت مانی تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا وہاں کوئی بت یا کفار کا میلہ تھا، عرض کیا نہیں، فرمایا اپنی نذر پوری کر۔

(۲) اس تعیین میں کفار سے مشابہت ہو۔

(۳) اس تعیین کو واجب جاننا۔

اسی لئے حدیث شریف میں صرف جمعہ کے روزے سے منع فرمایا گیا کیونکہ اس میں یہود سے مشابہت ہے اور ہم اہلسنّت کے جملہ معاملات میلاد شریف، رجبی شریف، اُعراس مبارکہ، گیارھویں شریف، جمعرا تین، چہلم، سوئم، برسی وغیرہ مذکورہ خرابیوں سے خالی ہیں فلہذا جائز ہیں تفصیل کے لئے "الحبل المتین فی التعیین" دیکھئے۔

خلاصہ یہ کہ گیارھویں شریف ایصالِ ثواب کا دوسرا نام ہے۔اس میں خیرات وصدقات اور کلامِ الٰہی مجلسِ وعظ وغیرہ کا ثواب سیّدنا و غوثنا و غیاثنا و انا ملجانا محبوب العالمین غوثِ اعظم محی الدین الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر کیا جاتا ہے جس میں شرعی لحاظ سے کسی قسم کی قباحت نہیں۔

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہٖ واصحابہ اجمعین

ھذا آخرہ مارقمہ

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

اضافہ جدیدہ

اگر چہ یہ اضافہ ضروری نہ تھا لیکن چونکہ عموماً مخالفین عوامِ اہلسنّت کو خواہ مخواہ پریشان کرتے ہیں اور کتب کی ورق گردانی سے گھبراہٹ محسوس کی جاتی ہے اسی لئے بقدرِ ضرورت یہاں چند سوالات وجوابات کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

سوال گیارہویں بدعت ہے اس لئے کہ یہ حضور ﷺ سے لیکر خیر القرون کے بعد تک بھی کسی نے نہیں کی؟

جواب مخالفین کا یہ سوال بہت پرانا اور ہر جائی ہے کہ ہر مسئلہ حق اہلسنّت کو اس بدعت پر ڈھالینگے حالانکہ خود بدعت کا مفہوم غلط سمجھے ہوئے ہیں اس لئے انہیں حق بات باطل نظر آتی ہے۔ بدعت کی صحیح تعریف وہی ہے جو حضور سرورِ عالم ﷺ نے خود بتائی ہے وہ یہ کہ "من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھورد۔"

یعنی "ہر وہ امر جو ہمارے امر اسلام سے نہیں وہ مردود ہے۔"

فائدہ

فی امرنا کے بعد "مالیس منه" کی قید اسی لئے ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں بلکہ وہ بدعت ہے جو دینِ اسلام میں اُصول کے خلاف ہو۔ چنانچہ مخالفین کے ایک معتمد علیہ نے یہی لکھا ہے۔

ترجمہ

اُردو "مشکوٰۃ شریف" میں نواب قطب الدین صاحب نے یہی لکھا ہے کہ لفظ "مالیس منه" میں اشارہ ہے اس کی طرف "نکالنا اس چیز کا کہ مخالف کتاب اور سنّت کے نہ ہو بُری نہیں"۔

"سیرتِ حلبی" میں لکھا ہے " ماحدث و خالف کتابا او سنة او اجماعا او اثر افھو البدعة الضلالة وماحدث من الخیر ولم یخالف من ذالك فھو البدعة المحمودة۔"

یعنی "جو چیز کہ نئی پیدا ہوئی اور مخالف ہوئی کتاب اور سنّت اور اجماع اور اثر کے پس وہ بدعتِ ضلالت ہے اور جو نئی چیز پیدا ہوئی خیر سے اور نہیں مخالف ہے ان سے۔ پس وہ بدعتِ محمودہ ہے۔"

سوال بعض کہتے ہیں کہ بدعتِ ضلالت وہ ہے جو قرونِ ثلٰثہ سے نکلے اور جو قرونِ ثلٰثہ کے اندر نکلے وہ سنّت ہے اور دلیل میں اس حدیث کو پیش کرتے ہیں؟

جواب یہ قول جمہور اہلِ سنّت کے خلاف ہے۔ جمہور کا قول وہی ہے جو ہم نے اُوپر بیان کیا۔ دوسرا جس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے اس حدیث میں کوئی بھی ایسا لفظ نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ جو چیز ان زمانوں میں نکلے وہ سنّت ہے اور جو بعد میں نکلے وہ بدعتِ ضلالت ہے اس حدیث کے صرف یہ معنی ہیں کہ بہتر قرنوں کا میرا قرن ہے اور پھر اس کے

بعد کا پھر اس کے بعد کا۔ پس اس حدیث سے تو صرف خیریت اور فضیلت ان تین قرنوں کی ثابت ہوئی نہ احداث اور بدعت۔ اس میں کوئی بھی لفظ اس معنی پر دال نہیں اور اگر یہی معنی اس حدیث کے ہیں اور اس سے یہی قاعدہ کلیہ مستنبط ہوتا ہے تو مذہبِ خروج اور رافضی اور ارجا وغیرہ کہ جن کا حدوث خیر القرون میں ہوا سنّت ہونے چاہئیں حالانکہ یہ سب کے نزدیک بدعتِ ضلالت ہیں۔ چاروں مذہب میں ایک مذہب کی تقلید کہ جو ۴۰۰ھ کے بعد نکلی اور زبان سے نیت ۵۰۰ھ کے بعد پیدا ہوئی اس قاعدہ کے موافق بدعتِ ضلالت ہونی چاہئیں حالانکہ یہ سب باتیں قرونِ ثلٰثہ کے بعد نکلی ہوئی واجب اور مستحب ہیں۔ اسی طرح اور بہت باتیں ہیں کہ جو بعد قرونِ ثلٰثہ کے نکلیں اور سب شروع ہوئیں جیسے بنائے رباطات و مدارس و اعرابِ قرآن اور تدوین کتبِ اُصول وفقہ جن کی تفصیل فقیر نے تحقیق البدعۃ میں کی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو عمل کتاب اور سنّت اور اجماع کے مخالف نہ ہو وہ بدعتِ حسنہ ہے۔

فائدہ

بدعت کا سیہ یا حسنہ ہونا موقوفِ زمانہ نہیں ہے بلکہ کتاب اور سنّت اور اجماع کی مخالفت اور عدم مخالفت پر ہے جوئی چیز کہ مخالفِ کتاب اور سنّت اور اجماع کی ہو خواہ کسی زمانے میں ہو وہ بدعتِ ضلالت ہے اور جوئی چیز کہ مخالف کتاب اور سنّت اور اجماع کے نہ ہو خواہ کسی زمانہ میں ہو وہ بدعتِ حسنہ ہے چنانچہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا:

"من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فعمل بھا بعدہ کتب لہ مثل اجر من عمل بھا ولا ینقص من اجو رھم شی۔"

یعنی "جس نے اسلام کے اندر نیک طریقہ نکالا پس اُس کے ساتھ عمل کیا گیا پیچھے اُس کے لکھا جائیگا اُس شخص کے لئے مثل اجر اُن لوگوں کے جنہوں نے اس پر عمل کیا اور اُن کے اجروں میں سے کچھ نقصان نہ کیا جائے گا۔"

اس حدیث میں بدعتِ حسنہ نکالنے والوں کے لئے وعدہ ثواب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور ثواب بھی کیسا کہ جب وہ آدمی کہ جس نے بدعتِ حسنہ نکالی مرجائے اور اُس کے بعد خلق اللہ اس بدعتِ حسنہ پر عمل کرے تو بعد موت بھی اُن سب کے برابر بغیر نقصان اُن کے اجر کے اس کو ثواب پہنچتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے شریعت نے بعد رسول اللہ ﷺ کے طرح طرح کے اُصول اور قواعد واسطے تہذیب علمِ ظاہری کے ایجاد کئے اور اُولیاءِ طریقت نے قسم قسم کے مجاہدات اور اشغال بعدِ قرونِ ثلٰثہ تزکیہ اور تصفیہ قلب کے لئے پیدا کئے۔

فائدہ

حدیث شریف میں مَــن عموم کے لئے ہے اس سے نہ وقت کی پابندی کی ہے نہ اشخاص کی۔ چنانچہ علامہ شامی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ''ردالمختار'' کے اندر لکھا ہے کہ یہ حدیث قواعدِ اسلام سے ہے۔قواعدِ اسلام وہ ہی شئے ہوسکتی ہے جو قیامت تک کام آسکے اسی لئے ہر دور میں اُصول کو مدنظر رکھ کر مسائل مستنبط کئے گئے۔

سوال صحیح حدیث میں ہے وارد ہے کہ **''کل بدعة ضلالة فی النار'' یعنی** ''کُل بدعت ضلالت ہے اور کُل ضلالت دوزخ ہے۔'' تو بموجب اس فرمانِ نبوی ﷺ کے کُل بدعت گمراہی ہوئی کیونکہ اس میں حسنہ اور سیئہ کی قید نہیں۔

جواب ۱ اس حدیث شریف میں جو لفظِ کُل ہے وہ استغراقی نہیں ہے بلکہ یہ کُل عام مخصوص لبعض ہے کیونکہ جب آپ احداث کو مالیس منہ کے ساتھ مقید فرما چکے ہیں تو اب جس قدر حدیثیں بدعت کی منع میں ہوں گی وہ سب احداثِ مخالف شریعت کی طرف راجع ہونگی نہ احداثِ موافق شریعت کی طرف۔

جواب ۲ اُصول کا مسئلہ ہے کہ جب کوئی حکم کسی امر مقید پر ہوتا ہے تو وہ حکم قید کی طرف راجع ہوگا۔پس اس حدیث دوسری میں کہ جو ہم نے اُوپر بیان کی ہے **فھو رد** کے حکم میں ہے یہ اصل احداث پر راجع نہیں ہوگا بلکہ اُس کی قید پر جو **''مالیس منه''** ہے راجع ہوگا۔

پس دونوں حدیثوں کے ملانے سے یہ معنی پیدا ہوں گے کُل بدعت جو مخالفِ کتاب وسنّت ہے وہ گمراہی ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا **اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَةَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیۡرِ اللّٰهِ** **یعنی** اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔ (پارہ ۲،سورۃ البقرہ،آیت ۱۷۳)چونکہ گیارھویں پر غیر اللہ یعنی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا جاتا ہے لہٰذا حرام ہے۔

جواب ۱ یہ قاعدہ عام رکھا جائے کہ جس پر غیر اللہ کا نام آجائے وہ حرام ہے تو پھر دنیا میں کوئی ایسی شئے نہیں جس پر غیر اللہ کا نام نہ آتا ہو کوئی مکان کو دیکھ کر پوچھے یہ کس کا ہے؟ تو جواب ملے گا فلاں صاحب کا، یہ زمین کس کی ہے؟ فلاں صاحب کی۔ یہاں تک کہ مساجد باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ہیں لیکن ان پر بھی جب تک غیر اللہ کا نام نہیں آتا پہچانی نہیں جاتیں مثلاً بادشاہی مسجد، مسجد وزیر خان، مسجد الصادق وغیرہ معلوم ہوا کہ یہاں پکارے جانے کا مطلب کچھ اور ہے۔

جواب ۲ یہ آیت قرآن مجید میں چار مقام پر آئی ہے۔

(۱) **حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰهِ بِهٖ** (پارہ ۶،سورۃ المآئدۃ،ایت ۳)

ترجمہ: تم پر حرام ہے مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا۔

(۲) فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْفِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (پارہ۸،سورۃ الانعام، ایت ۱۴۵)

ترجمہ: کہ وہ نجاست ہے یاوہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا۔

(۳) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (پارہ۲،سورۃ البقرۃ، ایت ۱۷۳)

ترجمہ: اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مرداراور خون اور سور کا گوشت اوروہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔

(۴) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (پارہ۱۴،سورۃ النحل، ایت ۱۱۵)

ترجمہ: تم پر تو یہی حرام کیا ہے مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا۔

منشورِ اہلسنّت

اہلسنّت کا قدیم سے طریقہ چلا آرہا ہے کہ وہ قرآن کا مطلب ازخود نہیں گھڑتے بلکہ وہ اسلاف صالحین کی ترجمانی کرتے ہیں چنانچہ آیات مندرجہ بالا کا مطلب بھی مفسرین سے پوچھنا ہے وہ لکھتے ہیں۔

(۱) **قولہ وما اھل بہ لغیر اللہ ائے ماذکر علیہ غیر اسم اللہ وھو ماکان بذبح لاجل الاصنام۔**

"**ما اھل بہ لغیر اللہ** یعنی وہ جس پر غیر نام خداذکر کیا گیا یہ وہ جانور ہے جو بتوں کے لئے ذبح کیا جاتا تھا۔"

فائدہ

یہ وہ معنی ہے امام راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا جن کی تفسیر دانی قاضی بیضاوی پر فوقیت رکھتی ہے۔

"وما اھل بہ لغیر اللہ ای ذبح علیٰ اسم غیرہ والا ھلال رفع الصوت وکانو ا ایر فعو نہ عند الذبح لا لھتھم۔"

"**ماا ھل بہ لغیر اللہ** یعنی جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا اور **اھلال** کے معنی آواز بلند کرنا ہیں اور مشرکین اپنے معبودوں کے لئے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کرتے تھے۔"

فائدہ

یہ ترجمہ اس "جلالین" کا ہے جسے ہم اور مخالفین پڑھ پڑھا کر علماء بنتے بناتے ہیں۔

"وما اھل بہ لغیر اللہ ای ذبح للاصنام فذکر علیہ غیر اسم اللہ واصل الاھل رفع الصوت ای رفع بہ الصوت للصتم و ذالک قول اھل الجاھلیۃ باسم الات والعزیٰ۔"

(تفسیر مدارک تحت، آیت پ۲)

"**وما اھل بہ لغیر اللہ** یعنی جو بتوں کے لئے ذبح کیا گیا اس پر غیر نامِ خدا ذکر کیا گیا اوراصل میں **اھلال**

آواز بلند کرنا ہے یعنی اُس کے ساتھ بت کے لئے آواز بلند کی گئی اور یہ اہلِ جاہلیت کا بنام لات وعزیٰ مشرکین بتوں کے نام ہیں ان کے لئے جو جانور قربانی کرتے تھے اس کو بنام لات وعزیٰ کہہ کر ذبح کرتے تھے۔"

فائدہ

اس طرح ہر مفسر لکھتا ہے مدارک میں ہے "وما اهل به لغير الله يعنى وما ذبح الاصنام والطواغيت واصل الاهلال رفع الصوت وذالك انهم كانوا يرفعون اصواتهم بذكر الهتهم اذاذبح الها۔"

"وما اهل به لغير الله یعنی جو بتوں اور باطل معبودوں کے لئے ذبح کیا گیا۔ اهلال اصل میں آواز بلند کرنا ہے اور یہ بات مشرکین اپنے معبودوں کے ذکر کے ساتھ آوازیں بلند کرتے تھے جس وقت کہ اُن کے لئے ذبح کرتے تھے۔"

اور "تفسیر ابوالسعود" میں ہے:

"وما اهل به لغير الله اى رفع به الصوت عند ذبحه للصنم۔"

(تفسیر ابوسعود، صفحہ ۱۲۱، جلد ۴)

"وما اهل به لغير الله یعنی وہ چیز جس کو بت کے لئے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کی گئی ہو۔"

اور "تفسیر کبیر" میں ہے

"فمعنى قوله وما اهل به لغير الله يعنى ماذبح لاصنام وهو قول مجاهد والضحاك وقتادة وقال ربيع ابن انس وابن زيد يعنى ماذكر عليه غير اسم الله وهذا القول اولى لانه اشد مطابقة للفظ۔

(تفسیر کبیر، صفحہ ۱۲۰، جلد ۲)

"ما اهل به لغير الله کے معنی یہ ہیں کہ جو بتوں کے لئے ذبح کیا گیا ہو۔ یہ قول مجاہد وضحاک وقتادہ کا ہے، ربیع بن انس اور ابنِ زید نے کہا یعنی وہ جس پر غیر نامِ خدا ذکر کیا گیا ہو اور یہ قول اُولیٰ ہے کیونکہ اس میں مطابقتِ لفظی زیادہ ہے۔"

ان تمام تفاسیرِ معتبرہ سے ثابت ہوا کہ وقتِ ذبح جس جانور پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے اس کا کھانا حرام ہے جیسا کہ مشرکینِ عرب بتوں کی قربانی کے جانوروں کو اُن کے ناموں پر ذبح کرتے تھے تو جس جانور پر وقتِ ذبح غیر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو اگر چہ عمر بھر اس کو غیر خدا کے نام سے پکارا ہو مثلاً یہ کہا ہو زید کی گائے، قربانی کا دنبہ، عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کی بھیڑ مگر ذبح **بسم الله الله اكبر** سے کیا گیا ہو۔ اللہ کے سوا کسی اور کا نام نہ لیا گیا ہو تو وہ حلال وطیب ہے **ما اهل به**

لغیر اللہ میں داخل نہیں۔

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۝

اور اُسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا اور وہ بے شک حکم عدولی ہے۔(پارہ۸،سورۃ الانعام،آیت ۱۲۱)

تو جس پر اللہ کا نام لیا گیا اور وہ نامِ خدا پر ذبح کیا گیا ہو اُس کو کون حرام کرے گا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا. اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔(پارہ۸،سورۃ الانعام،آیت ۱۱۸)

اس کے بعد کی آیت میں ارشاد فرمایا

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

''اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا۔''(پارہ۸،سورۃ الانعام،آیت ۱۱۹)

اس کی تفسیر میں ملاجیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

''وما اهل به لغير الله معناه ما ذبح ابا سم غير الله مثل لات وعزیٰ واسماء الانبياء وغير ذالك فان افرد به اسم غير الله او ذكر معه اسم الله عطفا بان يقول باسم الله ومحمد رسول الله بالجر حرم الذبيحة وان ذكر معه موصولا لا معطوفا بان يقول باسم الله محمد رسول الله كره ولا يحرم وان ذكر مفضولا بان يقول قبل التسمية وقبل ان يضجع الذبيحةاو بعده لاباس به هكذافى الهداية ومن ههنا علم ان البقرة المنذورة للاولياء كماهو الرسم فى زماننا حلال طيب لانه لم يذكر اسم غير الله عليها وقت ذبح وان كانو اينذرونها لهم ۔ (تفسیراتِ احمدیہ،صفحہ۴۰)

''ما اهل به لغير الله کے معنی یہ ہیں کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو مثلاً لات وعزیٰ وغیرہ بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یا انبیاء علیہم السلام کے نام پر ذبح کیا گیا ہو تو اگر تنہا غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عطف کرکے دوسرے کا نام ذکر کیا اس طرح باسم الله و محمد رسول الله کہا لفظ محمد کے جر یعنی زیر کے ساتھ عطف کرکے تو ذبیحہ حرام ہے اور اگر نامِ خدا کے ساتھ ملا کر دوسرے کا نام بغیر عطف کے ذکر کیا مثلاً یہ کہا باسم الله محمد رسول الله تو مکروہ ہے حرام نہیں اور اگر غیر خدا کا نام جدا ذکر کیا اس طرح کہ باسم الله کہنے سے پہلے اور جانور کو لٹانے سے قبل یا اس کے بعد غیر کا نام لیا تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ایسا ہی ہدایہ میں ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اُولیاء کے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے اس لئے کہ اس پر وقتِ ذبح غیر

خدا کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ اُن کے لئے نذر کرتے ہوں۔"

ان عبارات سے روزِ روشن کی طرح معلوم ہوگیا کہ **ما اھل بہ لغیر اللہ** سے اس ذبیحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔جس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور وقتِ ذبح غیر خدا کا نام پکارا گیا ورنہ پہلے اور بعد کو ہزار بار ہم کسی کا بھی نام لیں وہ شے حرام نہ ہوگی۔

وضاحتی نوٹ

مسلمان ہندو پڑوسی ہوں دونوں بکرے خریدیں مسلمان بکرے پر اللہ کا نام لیتا رہا ہندو بت کا لیکن ذبح کے وقت ہندو کے قصاب نے **بسم اللہ اکبر** کہہ کر ذبح کیا مسلمان کے قصاب نے ہندو کا سمجھ کر بت کا نام لیا مثلاً "**بسم اللات والعزیٰ**" ایمان سے بولئے اُن میں سے حلال طیب کون سا بکرا ہوگا وہی نا جس پر **بسم اللہ** پڑھی گئی حالانکہ اس پر پہلے بت کا نام لیا گیا دوسرا حرام ہے اس لئے کہ ذبح کے وقت بت کا نام آیا اگرچہ اُس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا۔

ہم نے گیارہویں کا بکرا یا شیرینی پر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا بقولِ مخالفین ناجائز سہی لیکن بکرے کو ذبح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اور شیرینی پر قرآن پڑھا تو بقانونِ مذکور حرام کیوں؟ یہ صرف ضد نہیں تو اور کیا ہے؟

تمت الرسالة ھذہ فی سنة احدی عشر بعد اربعة ماة بعد الالف من ھجرة صاحب الکرامة والشرف ﷺ فی خمس جمادی الاولیٰ

الحمد للہ علی ذلك وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

اسمائے گرامی

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ

یاسیّد محی الدین امیر اللہ ط

یاسیّد محی الدین فضل اللہ ط

یااولیآء محی الدین امان اللہ ط

یامولنا محی الدین نور اللہ ط

یاغوث محی الدین قطب اللہ ط

یاسلطان محی الدین سیف اللہ ط

یاخواجہ محی الدین فرمان اللہ ط

یامخدوم محی الدین برھان اللہ ط

یادرویش محی الدین امان اللہ ط

یامسکین محی الدین قدس اللہ ط

یافقیر محی الدین شاھدت اللہ ط

قدس اللہ سرہ العزیز ط

اسمائے گرامی پڑھنے سے پہلے گیارہ بار درود شریف اور بعد پڑھنے کے گیارہ بار درود شریف پڑھیں

انشاء اللہ تعالیٰ ہر مشکل آسان ہوگی